بریلی سے مدینہ

سمیت ۱۲ رضوی حکایات

ڈال دی قلب میں عظمتِ مصطفٰے ﷺ
سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

• [illegible] • [illegible] • [illegible]
• [illegible] 12 • [illegible] 15 • [illegible] 16 • [illegible] 18
• [illegible] 19 • [illegible] 21 • [illegible] 23 • [illegible] 24

شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال
محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

مکتبۃ المدینہ
فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی، پاکستان فون: 4921389-90-91
شہید مسجد کھارادر باب المدینہ کراچی پاکستان فون: 2314045-2203311 فیکس: 2201479
email: maktaba@dawateislami.net / www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

بَریلی سے مَدینہ

دُرود شریف کی فضیلت

سرکارِمدینۂ منوّرہ، سردارِ مکّۂ مکرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، فرض حج کرو بے شک اِس کا اَجر بیس غَزوات میں شِرکت کرنے سے زِیادہ ہے اور مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھنا اس کے برابر ہے۔ (فردوس الاخبار، ج۲ص۲۰۷، حدیث ۲۴۸۴، دار الکتاب العربی بیروت)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

یہ اُن دِنوں کی بات ہے جب میں بابُ المدینہ کراچی کے عِلاقہ کھارادر میں واقِع حضرت سیّدُنا محمد شاہ بخاری سبزواری علیہ الرحمۃ اللہ الباری کے مزارشریف سے مُلحَقہ حیدری مسجد میں تاجدارِ اہلسنّت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حُضور مُفتیِ اعظم ہند حضرت مولانا مصطفٰی رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا مُتبرَّک عمامہ شریف سر پر سجا کر نمازِ فجر پڑھایا کرتا تھا۔ الحمدللہ عزوجل ایک ولی کامل کا عمامہ شریف بارہا میرے ہاتھوں اور سَر سے مَس ہوا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل میرے ہاتھوں اور سَر کو جہنّم کی آگ نہیں چھوسکے گی۔ دراصل بات یہ ہے کہ مُتذکّرہ بالا حیدری مسجد میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین وملّت، عالمِ شریعت، واقِفِ اَسرارِ حقیقت، پیرِ طریقت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے خلیفۂ مجاز مَداحُ الحبیب حضرت مولانا جمیلُ الرحمٰن قادِری رَضَوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزندِ اَرجُمند حضرتِ علّامہ مولانا حمیدُ الرحمٰن قادِری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اِمامت فرماتے تھے۔ چُونکہ مسجد سے آپ کا دولت خانہ تقریباً چھ سات کلومیٹر دُور تھا۔ لِہٰذا فجر کی اِمامت کی مجھے سعادت ملتی تھی اور اُن کا حُضور مفتیِ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والا عمامہ شریف مجھے نصیب ہوجاتا، جس سے میں بَرَکتیں حاصل کیا کرتا۔ ایک بار حضرت مولٰینا حمیدُ الرحمٰن علیہ رحمۃ المنّان نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا، ’’میں اُن دِنوں چھوٹا بچّہ تھا اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے بھی اور ہر بچّے سے ’’آپ‘‘ کہہ کر ہی گفتگو فرماتے تھے، ڈانٹنا، جھاڑنا اور تُو تکار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزاجِ مُبارک میں نہ تھا۔ ایک جمعرات کو میں بَریلی شریف میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کاشانۂ رَحمت پر حاضِر تھا کہ کوئی صاحِب ملنے آئے اور وہ وَقت عام ملاقات کا نہیں تھا لیکن وہ ملنے پر مُصِر تھے۔ چُنانچہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاص کمرے میں پیغام دینے کیلئے چلا گیا۔ مگر کمرے میں تو کُجا پورے مکان میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہیں نظر نہیں آئے، ہم حیران تھے کہ آخِر کہاں گئے! اِسی کشمکش و پَیچ میں سب کھڑے تھے کہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اچانک اپنے کمرۂ خاص سے برآمد ہوئے۔ سب حیران رہ گئے اور پوچھنے لگے کہ جب ہم نے تلاش کیا تو آپ کہیں نظر نہ آئے مگر پھر آپ اپنے ہی کمرے سے باہر تشریف لائے اس میں کیا راز ہے؟ لوگوں کے مُبہم اصرار پر ارشاد فرمایا، 'الحمدللہ عزوجل میں ہر جُمعرات کو اِس وَقت اپنے اِسی کمرے یعنی بریلی سے مدینہ مُنوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیماً حاضِری دیتا ہوں۔'

حرم ہے اُسے ساحتِ ہر دو عالم! جو دِل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ

الحمدللہ عزوجل! امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبردست عاشقِ رسول تھے۔ اُن پر آقائے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خصوصی کرم تھا۔ بریلی شریف سے مدینہ منوّرہ کی حاضِری کا ایک اور ایمان افروز واقِعہ ملاحظہ ہو۔

قُطبِ مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گواہی

سگِ مدینہ (راقم الحروف) کو ایک پیر بھائی ساکِنِ مدینہ الحاج محمد عارف ضِیائی نے مدینہ پاک زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیماً میں یہ واقعہ سنایا کہ ایک بار حضور قُطبِ مدینہ سیِّدی ومُرشِدی ومولائی ضِیاءُ الدّین احمد قادِری رَضَوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا، 'یہ اُن دِنوں کی بات ہے جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بقیدِ حیات تھے۔ میں ایک بار سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزارِ فائض الاَنوار پر حاضِر ہوا۔ صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد 'بابُ السَّلام' پہنچا، وہاں سے اچانک میری نظر سُنہری جالیوں کی طرف چلی گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہنشاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُواجہہ شریف کے سامنے دَست بستہ حاضِر ہیں۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ طیبہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیماً حاضِر ہوئے ہیں اور مجھے معلوم تک نہیں۔ چُنانچہ میں وہاں سے مُواجہہ شریف پر حاضِر ہوا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے نظر نہیں آئے، میں وہاں سے پھر بابُ السلام کی طرف آیا اور جب سنہری جالیوں کی طرف دیکھا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مُواجہہ شریف میں حاضر تھے، لِہٰذا میں پھر سُنہری جالیوں کے رُوبرو حاضِر ہوا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غائب تھے! تیسری بار بھی اسی طرح ہوا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ محبوب ومُحِب کا مُعامَلہ ہے، مجھے اس میں مُخِل نہیں ہونا چاہئے۔'

الحمدللہ عزوجل سگِ مدینہ کے مُرشِدِ کریم قُطبِ مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بھی گواہی حاصِل ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باطِنی طور پر مدینۃُ المرشِد بریلی شریف سے مدینۃُ الرّسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضِر ہوئے تھے۔

غمِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے سینے میں ہے کہیں بھی رہے وہ مدینے میں ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مُفتیٔ اعظم ہند، بریلی سے مدینہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! آپ نے دیکھا، سُنّیوں کے امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہمارے پیارے آقا، میٹھے میٹھے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس قدَر مہربان تھے کہ بغیر کسی ظاہری سُواری کے بریلی شریف سے مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیماً بلالیا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو اعلیٰ حضرت، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہزادے پر بھی کچھ کم کرم نہیں تھا۔ چُنانچہ تاجدارِ اہلسنّت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حُضُور مفتیٔ اعظم ہند مصطفےٰ رضا خان علیہ رحمۃ المنّان کے ایک مُرید و ذِمّہ دارِ دعوتِ اسلامی نے مجھے تاجپور شریف (ناگپور، الہند) سے ایک مکتوب کی فوٹو کاپی اِرسال کی اس میں ایک مُبلّغِ دعوتِ اسلامی کی کچھ اِس طرح تحریر بھی تھی، ۱۴۰۹ھ میں میرے والِدَین، بڑے بھائی جان اور بھابی صاحِبہ کو حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان حضرات نے مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیماً میں دو بے حد ایمان افروز مناظر مُلاحَظہ کئے۔ **(۱)** والدِ محترم نے روضۂ انور کے قریب یہ رُوح پَرَور منظر دیکھا کہ سرکارِ مفتیٔ اعظم ہند مولٰینا مصطفےٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن حسبِ معمول سرِ اقدس پر عِمامہ شریف سجائے چاند سا چہرہ چمکاتے اپنے مخصوص مَدَنی قافِلے کے ہمراہ تشریف فرما ہیں۔ بڑی حیرانی ہوئی کہ حُضُور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وصال کئے ہوئے تقریباً آٹھ سال گزر چکے ہیں یہاں کیسے جلوہ نُمائی فرما رہے ہیں۔ حیرت و مُسرَّت کے ملے جُلے جذبات کے ساتھ اپنے بڑے بیٹے (یعنی میرے بڑے بھائی) کو یہ خبر دینے کیلئے ڈھونڈنے نکلے۔ جب بڑے بیٹے سے مُلاقات ہوئی تو پتا چلا وہ بھی والِد صاحب کو ڈھونڈ رہے تھے۔ کیونکہ اُنہوں نے بھی یہ منظر دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ اب دونوں دوبارہ اُسی مقام پر آئے تو سرکارِ مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بمع مَدَنی قافِلے کے تشریف لے جاچکے تھے۔ **(۲)** دوسرا قابلِ صد رشک منظر یہ دیکھا کہ ایک دراز قد، تَنُو مَند نوجوان سرکارِ دو جہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آستانِ عرش نشان پر حاضِر تھا اور قدمینِ شریفین میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگ رہا تھا کہ یکا یک گِرا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر نثار ہوگیا۔ والد صاحب نے بتایا کہ لوگوں کی بھیڑ لگ گئی مُختَلِفُ الْلِّسان مسلمان اپنی اپنی زَبان میں اس نصیب نوجوان کی ایمان افروز موت پر رشک کر رہے تھے۔ آہ! کاش!

یوں مجھ کو موت آئے تو کیا پوچھنا مرا　　میں خاک پر نگاہ درِ یار کی طرف (صلی اللہ علیہ وسلم)

پھانسی گھر سے اپنے گھر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنّان کے ایک مُرید امجد علی خان قادِری رَضَوی شکار کیلئے گئے۔ اُنہوں نے جب شکار پر گولی چلائی تو نِشانہ خطا ہوگیا اور گولی کسی راہگیر کو لگی جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔ پولیس نے گرِفتار کرلیا۔ کورٹ میں قتل ثابت ہوگیا اور پھانسی کی سزا سنادی گئی۔ عزیز واقربا تاریخ سے پہلے روتے ہوئے ملاقات کے لئے پہنچے تو امجد علی صاحب کہنے لگے، آپ سب مطمئن رہیں مجھے پھانسی نہیں ہوسکتی کیونکہ میرے پیرومُرشد سیِّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں آکر مجھے یہ بِشارت دے دی ہے، 'ہم نے آپ کو چھوڑ دیا۔' رودھو کر لوگ چلے گئے۔ پھانسی کی تاریخ والے روز مامتا کی ماری ماں روتی ہوئی اپنے لال کا آخِری دیدار کرنے پہنچی۔ سُبحٰن اللہ سُبحٰن اللہ عزوجل! اپنے مُرشِد پر اِعتقاد ہوتو ایسا! ماں کو بھی بڑے اِعتماد سے عَرض کردی، 'ماں آپ رَنجیدہ نہ ہوں گھر جایئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عزوجل آج کا ناشتہ میں گھر آکر ہی کروں گا۔' والدہ کے جانے کے بعد امجد علی کو پھانسی کے تختے پر لایا گیا، گلے میں پھندا ڈالنے سے پہلے حسبِ دستور جب آخِری آرزو پوچھی گئی تو کہنے لگے، 'کیا کروگے پُوچھ کر! ابھی میرا وقت نہیں آیا۔' وہ لوگ سمجھے کہ موت کی دہشت سے دماغ فیل ہوگیا ہے۔ چُنانچہ پھانسی گَر نے پھندا گلے میں پہنادیا کہ تار آگیا، 'مَلِکہ وِکٹوریہ کی تاجپوشی کی خوشی میں اتنے قاتِل اور اتنے قیدی چھوڑ دیئے جائیں۔' فوراً پھانسی کا پھندا نکال کر اُن کو تختے سے اُتار کر رہا کردیا گیا۔ اُدھر گھر پر کُہرام مچا ہوا تھا اور لاش لانے کا اِنتِظام ہورہا تھا کہ امجد علی قادِری رَضَوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **پھانسی گھر سے سیدھے اپنے گھر** آپہنچے اور کہنے لگے ناشتہ لایئے! میں نے کہہ جو دیا تھا کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عزوجل ناشتہ گھر آکر کروں گا۔ (تجلّیاتِ امام احمد رضا، ص ۱۰۰، برکاتی پبلشر بابُ المدینہ)

آہیں لبِ اَسیر سے لب تک نہ آئی تھیں خود آپ دوڑے آئے گرِفتار کی طرف

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مُشکل کُشا کا دیدار

بعض اسلامی بھائیوں کو بابُ المدینہ کراچی کے ایک مُعَمَّر کاتِب عبدُ الماجد بن عبدالمالِک پیلی بھیتی نے یہ ایمان افروز واقِعہ سنایا، 'میری عُمر اُس وقت تیرہ برس تھی۔ میری سَوتیلی والِدہ کا ذِہنی توازن خراب ہوگیا تھا۔ اُن کو زنجیروں میں جکڑ کر چھت پر رکھا جاتا تھا، بہت علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ کسی کے مشورہ پر میں اور میرے والِد صاحب والدہ کو زنجیروں میں جکڑ کر جُوں تُوں پیلی بھیت سے بریلی شریف لائے، والِدہ محترمہ مُسلسل گالیاں بکے جارہی تھیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کو دیکھتے ہی گرج کر کہا، تم کون ہو؟ اور یہاں کیوں آئے ہو؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انتہائی نرمی سے فرمایا، 'محترمہ! آپکی بہتری کیلئے حاضِر ہوا ہوں۔' والِدہ نے بدستور گرج کر بولیں، 'بڑے آئے بہتری کرنے والے! جو چاہتی ہوں وہ بہتری

کرو گے؟' فرمایا، ' اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل۔' والِدہ نے کہا، 'مولاعلی مشکِل کُشا کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وجھہُ الکریم کا دِیدار کرادو! یہ سنتے ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شانہ مُبارَک سے چادر شریف اُتار کر اپنے چہرۂ مبارَکہ پر ڈالی اور معاً (یعنی فوراً) ہٹالی۔اب ہماری نظروں کے سامنے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہیں بلکہ مولاعلی مشکِل کُشا کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وجھہُ الکریم اپنا نُورانی چہرہ چمکاتے ہوئے کھڑے تھے۔ہماری بوڑھی والدہ نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھ جلوؤں میں گم تھیں۔میں نے اور والِدِ محترم نے خوب جی بھر کر جاگتی آنکھوں سے مولاعلی مشکِل کُشا کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وجھہُ الکریم کی زِیارت کی۔پھر مولاعلی مشکِل کُشا کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وجھہُ الکریم نے اپنی چادر مبارک اپنے چہرے پر ڈال کر ہٹائی تو اب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے سامنے مُتَبَسِّم کھڑے تھے۔پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شیشی میں دوا عطا فرمائی اور فرمایا، 'دو خوراک دوا ہے،ایک خوراک مریضہ کو دینا اگر ضَرورت محسوس نہ ہو تو دوسری خوراک ہر گز مت دینا۔ الحمدللہ عزوجل ہماری والدہ صِرف ایک خوراک میں تندُرُست ہوگئیں اور جب تک زِندہ رہیں کوئی دِماغی خرابی نہ ہوئیں۔

قِسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کج   یہ ساری گُتھی اِک تری سیدھی نظر کی ہے

(حدائقِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بابَرَکت چَوَنّی

ایک بار اعلیٰ حضرت علیہ رَحمۃُ الرحمٰن کو حاجیوں کے استقبال کے لئے بندرگاہ جانا تھا، طے شُدہ سواری کو آنے میں تاخیر ہوگئی تو ایک ارادت مند غلام نبی مستری بغیر پوچھے تانگہ لینے چلے گئے۔ جب تانگہ لے کر پلٹے تو دُور سے دیکھا کہ سُواری آچکی ہے لِہٰذا تانگہ والے کو چوَنّی (ایک روپے کا چوتھائی حصّہ) دے کر رُخصت کیا۔اس واقِعہ کا کسی کو علم نہیں تھا۔چار روز کے بعد مستری صاحب بارگاہِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں حاضِر ہوئے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُنہیں ایک چوَنّی عطا فرمائی۔ پوچھا،کیسی ہے؟ فرمایا، اُس روز تانگے والے کو آپ نے دی تھی۔مستری صاحب حیران ہوگئے کہ میں نے کسی سے اِس بات کا مُطلَق تذکرہ نہیں کیا بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معلوم ہوگیا،انہیں اِس طرح سوچ میں ڈوبا ہوا دیکھ کر حاضِرین نے کہا، میاں بابرکت چوَنّی کیوں چھوڑتے ہو تَبَرُّک کے طور پر رکھ لو۔اُنہوں نے رکھ لی۔جب تک وہ چوَنّی آپ کے پاس رہی کبھی پیسوں میں کمی نہ ہوئی۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ۳ ص ۲۶۰، مکتبۃ المدینہ کراچی)

ہاتھ اُٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم   ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

(حدائقِ بخشش)

قید سے چُھوٹ تو گئے ---

ایک بُڑھیا جو اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن کی مُریدنی تھی۔ ان کے شوہر پر قَتْل کا مقدّمہ دائر ہو کر سزا کا حکم ہو گیا تھا کہ پانچ ہزار جُرمانہ اور بارہ سال قید۔ اس کی اپیل کی گئی۔ جب سے اپیل ہوئی تھی ان کا بیان ہے کہ میں روزانہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضِر ہوا کرتی تھی۔ فیصلے کی تاریخ سے چند روز قبل بڑی بی پردے میں لپٹی ہوئی بارگاہِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں فریاد لیکر حاضِر ہوئیں۔ فرمایا کثرت کے ساتھ حَسْبُنَا اللّٰـهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل پڑھیے۔ وہ چلی گئی۔ درمیان میں کتنی بار حاضِر ہوئیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہی فرما دیا کرتے۔ یہاں تک کہ فیصلے کی تاریخ آ گئی۔ حاضِر ہو کر عرض کی، 'حضور! آج فیصلہ ہونا ہے۔' فرمایا، 'وہی پڑھیے۔' بڑی بی وُہی پُرانا جواب سن کر کچھ خفا سی ہو گئیں اور یہ بُڑبُڑاتے ہوئے چل دیں کہ جب اپنا پیر نہیں سنتا تو دوسرا کون سنے گا! جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ کیفیت دیکھی تو فوراً آواز دے کر بڑی بی کو بُلایا اور فرمایا، پان کھا لیجئے۔ بڑی بی نے عرض کی، میرے مُنہ میں پان موجود ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اِصرار کیا لیکن وہ کچھ ناراض سی تھیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دستِ مُبارَک سے پان بڑھاتے ہوئے فرمایا، چھوٹ تو گئے اب تو پان کھا لیجئے۔ اب بڑی بی نے خوش ہو کر پان کھا لیا اور گھر کی طرف چل دیں۔ جب گھر کے قریب پہنچیں تو بچے دوڑے ہوئے آئے اور کہنے لگے، آپ کہاں تھیں تار والا ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ خوشی میں گھر گئیں تار لیا اور پڑھوایا تو معلوم ہوا شوہر صاحب بَری ہو گئے ہیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصّہ اوّل، ص ۹۳۲، مکتبۂ نبویہ، مرکز الاولیاء لاہور)

تمنّا ہے فرمایئے روزِ محشر یہ تیری رِہائی کی چِٹھی ملی ہے

(حدائقِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیمارِ بَخت بیدار

سیِّد قناعت علی شاہ صاحِب کمزور دِل کے تھے۔ ایک بار کسی مَریض کے خطرناک آپریشن کی تفصیل سُن کر صدمے سے بیہوش ہو گئے لاکھ جَتَن کئے گئے لیکن ہوش نہ آیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خدمت میں درخواست پیش کی گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیِّد زادے کے سرہانے تشریف لائے۔ نہایت ہی شَفقت کے ساتھ اُن کا سر اپنی گود میں لیا اور اپنا مبارک رُومال اُن کے چہرے پر ڈالا کہ فوراً ہوش آ گیا اور آنکھیں کھول دیں۔ زمانے کے وَلی کی گود میں اپنا سر دیکھ کر جھوم گئے۔ تعظیم کی خاطِر اُٹھنا چاہا مگر کمزوری کے سبب نہ اُٹھ سکے۔

سرِ بالیں انہیں رَحمت کی ادا لائی ہے حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے

(ذوقِ نعت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دل کی بات جان لی

مَدینۃُ الْمرشِد بریلی شریف میں ایک صاحب تھے جو بُزُرگانِ دین کو اہمیّت نہ دیتے تھے اور پیری مُریدی کو پیٹ کا ڈھکوسلہ کہتے تھے۔ان کے خاندان کے کچھ افراد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے بیعت تھے۔وہ لوگ ایک دِن کسی طرح سے بَہلا پُھسلا کر اُن کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی زِیارت کے لئے لے چلے۔راستے میں ایک حلوائی کی دوکان پر گرم گرم اَمرِتیاں (ماش کے آٹے کی مٹھائی جو جلیبی کے مُشابہ ہوتی ہے) تلی جارہی تھیں، دیکھ کر اُن صاحب کے مُنہ میں پانی آگیا، کہنے لگے 'یہ کھلاؤ تو چلوں گا' ان حضرات نے کہا کہ واپسی میں کِھلائیں گے پہلے چلو۔بہر حال سب لوگ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں حاضِر ہوگئے۔اتنے میں ایک صاحِب گرم گرم اَمرِتیوں کی ٹوکری لے کر حاضِر ہوئے۔فاتحہ کے بعد سب کو تقسیم ہوئیں۔دربارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا قاعدہ تھا کہ ساداتِ کرام اور داڑھی والوں کو دُگنا حِصّہ ملتا تھا۔چُونکہ ان صاحِب کی داڑھی نہیں تھی لہٰذا ان کو ایک ہی اَمرِتی ملی۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ ان کو دو دیجئے۔تقسیم کرنے والے نے عرض کی، حضور! ان کی داڑھی نہیں ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مسکرا کر فرمایا، 'ان کا دِل چاہ رہا ہے ایک اور دیجئے' یہ کرامت دیکھ کر وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مُرید ہوگئے اور بزرگانِ دین کی تعظیم کرنے لگے۔ (تجلّیات امام احمد رضا، ص ۱۰۱، برکاتی پبلشر بابُ المدینہ، کراچی)

دِل کی جو بات جان لے روشن ضمیر اُس احمد رضا کو ہمارا سلام ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بارِش برسنے لگی

ایک نُجومی بارگاہِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں حاضِر ہوا۔آپ علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے اُس سے فرمایا، فرمایئے، آپ کے حساب سے بارِش کب آنی چاہئے؟ اُس نے زائچہ بنا کر کہا، 'اِس ماہ میں پانی نہیں آئندہ ماہ میں ہوگی' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا، 'اللہ عزّوجل ہر بات پر قادِر ہے وہ چاہے تو آج ہی بارِش برسادے۔آپ ستاروں کو دیکھ رہے ہیں اور میں ستاروں کے ساتھ ساتھ بنانے والے کی قُدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں۔دِیوار پر گھڑی لگی ہوئی تھی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نجومی سے فرمایا، کتنے بجے ہیں؟' عرض کی سَوا گیارہ۔فرمایا، 'بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے؟' عرض کی، پَون گھنٹہ۔فرمایا، 'پَون گھنٹے سے قبل بارہ بج سکتے ہی یا نہیں؟' عرض کی نہیں۔یہ سُن کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اُٹھے اور گھڑی کی سُوئی گُھمادی فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔نُجومی سے فرمایا، 'آپ تو کہتے تھے کہ پون گھنٹے سے قبل بارہ بج ہی نہیں سکتے۔تو اب کیسے بج گئے؟' عرض کی آپ نے سُوئی گُھمادی ورنہ اپنی رفتار سے تو پون گھنٹے کے بعد ہی بارہ بجتے۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا، 'اللہ عزّوجل قادِرِ مُطلق ہے کہ جس ستارے

کو جس وقت چاہے جہاں چاہے پہنچادے۔' آپ آئندہ ماہ بارِش ہونے کا کہہ رہے ہیں اور میرا ربّ عَزَّوَجَلَّ چاہے تو آج اور ابھی بارِش ہونے لگے۔ زبانِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اتنا نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے گھنگھور گھٹا چھاگئی اور جھوم جھوم کر بارِش ہونے لگی۔ (انوارِ رضا، ص ۳۷۵، ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاھور)

موت نزدیک گُناہوں کی تَہیں میل کے خُول　　آ برس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا

(حدائقِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مزدور شہزادہ

مَدینۃُ المُرشِد بریلی شریف کے کسی مَحلّہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن مدعو تھے۔ ارادت مندوں نے اپنے یہاں لانے کے لئے پالکی کا اہتمام کیا۔ چُنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سوار ہوگئے اور چار مزدور پالکی کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر چل دیے۔ ابھی تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ یکا یک امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پالکی میں سے آواز دی 'پالکی روک دو' پالکی رُک گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً باہر تشریف لائے اور بھرّائی ہوئی آواز میں مزدوروں سے فرمایا، سچ سچ بتائیں آپ میں سیِّد زادہ کون ہے؟ کیوں کہ میرا ذوقِ ایمان سَروَرِ دو جہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبو محسوس کررہا ہے۔ ایک مزدور نے آگے بڑھ کر عرض کی، حُضور! میں سیِّد ہوں۔ ابھی اس کی بات مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ عالَمِ اسلام کے مُقتَدر پیشوا اور اپنے وَقت کے عظیم مجدِّد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا عِمامہ شریف اُس سیِّد زادے کے قدموں میں رکھ دیا۔ امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں سے ٹَپ ٹَپ آنسو گر رہے ہیں اور ہاتھ جوڑ کر اِلتجا کر رہے ہیں، 'مُعزّز شہزادے میری گُستاخی معاف کردیجئے، بے خیالی میں مجھ سے بُھول ہوگئی۔ ہائے غضب ہوگیا! جن کے نعلِ پاک میرے سر کا تاجِ عزّت ہے اُن کے کاندھے پر میں نے سواری کی۔ اگر بروزِ قیامت تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ احمد رضا! کیا میرے فرزند کا دوشِ نازنین اس لئے تھا کہ وہ تیری سُواری کا بوجھ اُٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا! اُس وقت میدانِ محشر میں میرے نامُوسِ عشق کی کتنی زبردست رُسوائی ہوگی۔ کئی بار زَبان سے معاف کردینے کا اقرار کروالینے کے بعد امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آخِری اِلتجاء شوق پیش کی، محترم شہزادے! اس لاشعوری میں ہونے والی خطا کا کفّارہ جبھی ادا ہوگا کہ اب آپ پالکی میں سُوار ہوں گے اور میں پالکی کو کاندھا دوں گا۔ اس اِلتجا پر لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور بعض کی تو چیخیں بھی بُلند ہوگئیں۔ ہزار انکار کے بعد آخِر کار مزدور شہزادے کو پالکی میں سُوار ہونا ہی پڑا۔ یہ منظر کس قدر دل سَوز ہے، اہلسنّت کا جلیلُ القدر امام مزدوروں میں شامل ہوکر اپنی خداداد علمیّت اور عالمگیر شہرت کا سارا اِعزاز خُوشنودیِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر ایک گمنام مزدور شہزادے کے قدموں پر نثار کررہا ہے۔ (انوارِ رضا، ص ۴۱۵، ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز اولیاء لاھور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! جس کی اُلفتِ آلِ رسول کی یہ حالت ہو اس کے عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کون اندازہ کرسکتا ہے!

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نُور کا　　تُو ہے عینِ نُور تیرا سب گھرانہ نُور کا

(حدائقِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاں ایک عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور باکرامت وَلی تھے وَہیں ایک زبردست عالِمِ دین بھی تھے۔ کم وبیش پچاس عُلُوم پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دَسترس حاصِل تھی۔ دینی علوم کی بَرَکت سے دُنیوی علوم خود آگے بڑھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدم چُومتے تھے۔ اس ضِمن میں ایک حیرت انگیز واقِعہ پڑھئے اور جھومئے۔

ایک حیرت انگیز واقعہ

علیگڑھ مُسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاءُ الدین نے یورپ میں تعلیم حاصِل کی تھی اور برِّصغیر کے صفِ اوّل کے ریاضی دان میں سے ایک تھے۔ اِتّفاق سے ریاضی کے ایک مسئلے میں ان کو مشکل پیش آئی۔ بہتیرا سر کھپایا مگر حل سمجھ میں نہ آیا۔ چُنانچِہ جَرمنی جاکر اس مسئلہ کو حل کرنے کا قَصد کیا۔ حضرتِ علامہ سیِّد سُلیمان اشرف صاحب قادِری رَضَوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُس دَور میں یونیورسٹی کے شُعبۂ دِینیات کے ناظم تھے۔ اُنہوں نے ڈاکٹر صاحِب کو مشورہ دیا بلکہ اِصرار کیا کہ آپ جَرمنی جانے کی تکلیف اُٹھانے کے بجائے یہاں سے چند گھنٹے کا سفر کرکے بریلی شریف چل کر امامِ اہلسنّت حضرت مولانا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے اپنا مسئلہ حل کروالیں۔ ڈاکٹر صاحِب نے حیرت سے کہا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کیا یہ ریاضی کا مسئلہ کوئی ایسا مولینا بھی حل کر سکتا ہے جس نے کبھی کالج کا مُنہ تک نہ دیکھا ہو، نا بابا! بریلی شریف جا کر میں اپنا وقت ضائع نہیں کرسکتا۔ مگر سیِّد سلیمان شاہ صاحِب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیہم اِصرار پر وہ ان کے ساتھ مدینۃُ المرشد بریلی شریف حاضِر ہوگئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت ناساز تھی۔ لہٰذا ڈاکٹر صاحب نے عرض کی، مولانا! میرا مسئلہ بے حد پیچیدہ ہے۔ ایک دَم دریافت کرنے جیسا نہیں۔ ذرا اطمینان کی صورت ہو تو عرض کروں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، ''آپ بیان کیجئے۔ ڈاکٹر صاحب نے مسئلہ پیش کیا، امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً اس کا جواب ارشاد فرمادیا، جواب سُن کر ڈاکٹر صاحب سَکتہ میں آگئے اور بے اختیار بول اُٹھے کہ آج تک عِلمِ لَدُنّی کا سنتے تو تھے مگر آج آنکھوں سے دیکھ لیا۔ میں تو اس مسئلہ کے حل کے لئے جرمنی جانے کا عَزمِ بالجزم کر چکا تھا۔ مگر حضرتِ علامہ سیِّد سُلیمان اشرف قادِری رَضَوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میری رَہبری فرمائی۔ امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا ایک قلمی رسالہ منگوایا جس میں اکثر مُثَلَّثوں اور دائروں کی شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب بحرِ حیرت میں غرق ہوئے جا رہے تھے۔ کہنے لگے، میں نے تو اس علم کو حاصل کرنے کیلئے ملک بہ ملک کا سفر کیا، بڑا روپیہ خرچ کیا۔ یورپین اَساتذہ کی جُوتیاں سیدھی کیں۔ تب کچھ معلومات ہوئی۔ مگر آپ کے علم کے آگے تو میں محض ایک طِفلِ مَکتب ہوں۔ یہ تو ارشاد فرمائیے، اس فن میں آپ کا استاد کون ہے؟ فرمایا، کوئی استاد نہیں۔ اپنے والدِ ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے چار قاعدے جَمع، تفریق، ضَرب اور تقسیم اس لئے سیکھے تھے کہ تَرکہ (یعنی وراثت) کے مسائل میں ان کی ضَرورت پڑتی ہے۔ شرح چُغمِینی شروع ہی کی تھی کہ والِد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، کیوں وَقت ضائع کرتے ہو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار سے یہ علوم خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔ چُنانچِہ آپ جو کچھ مُلاحظہ فرما رہے ہیں یہ سب سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا کرم ہے۔

مسائل زیست کہ جتنے بھی تھے پیچیدہ پیچیدہ
نبی کے عشق نے حل کردیئے پوشیدہ پوشیدہ (ﷺ)

ڈاکٹر ضیاءُ الدّین صاحِب پر امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالتِ علمی اور خوش خُلقی کا اس قدَر اثر ہوا کہ اُنہوں نے صَوم وصَلوٰۃ کی پابندی شروع کردی اور چہرہ پر داڑھی مُبارَک بھی سجالی۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ۱ ص ۲۴۱، مکتبۂ نبویہ، لاھور)

اللہ عزوجل کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

نگاہِ وَلی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

طالبِ غمِ مدینہ و بقیع و مغفرت

۸ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ

منقبت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تُو نے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا
دِین کا ڈنکا بجایا اے امام احمد رضا

دورِ باطل اور ضلالت ہند میں تھا جس گھڑی
تُو مجدّد بن کے آیا اے امام احمد رضا

تھر تھرائے، کانپ اُٹھے باغیانِ مصطفےٰ
قہر بن کر اُن پہ چھایا اے امام احمد رضا

عِلم کا دَریا ہوا ہے موجزن تحریر میں
جب قلم تُو نے اُٹھایا اے امام احمد رضا

خلق کو وہ فیض بخشا عِلم سے بس کیا کہوں
عِلم کا دریا بہایا اے امام احمد رضا

اے امامِ اہلسنّت نائب شاہِ ہُدیٰ!
کیجئے ہم بھی سایہ اے امام احمد رضا

فیض جاری رہے گا حشر تک تیرا امام
کام ہے وہ کر دکھایا اے امام احمد رضا

قبر پہ ہو بارشِ انوارِ حق تیری امام
ہو نبی کا تجھ پہ سایہ اے امام احمد رضا

ہے بدرگارہِ خدا عطّار عاجز کی دُعا
تجھ پہ ہو رَحمت کا سایہ اے امام احمد رضا